Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

A Research Study on the Harms of the Lack of Knowledge of the Hadith of the Imams of Mosques in the Present Era

عہدِ حاضر میں آئمہِ مساجد کے حدیث پر عدمِ واقفیت کے نقصانات کا تحقیقی جائزہ

Hafiz Ali Hassan
Lecturer, University of Engineering & Technology Lahore
Ph.D Scholar, Department of Hadith & Its Sciences, International Islamic University Islamabad
Email: ali.phdhis494@iiu.edu.pk

Abstract

Hadith, as the second fundamental source of Islamic law after the Qur'an, plays a central role in guiding religious belief and practice. Imams of mosques serve as primary religious leaders, educators, and moral guides for Muslim communities; therefore, their sound knowledge of Hadith is essential. In the present era, however, a noticeable lack of adequate understanding of Hadith sciences among some mosque imams has led to serious religious, intellectual, and social challenges. This research study critically examines the harms resulting from insufficient knowledge of Hadith among contemporary imams, including the misuse of weak and fabricated narrations, the spread of incorrect religious concepts, increased sectarian tensions, and the decline of public trust in religious leadership. The study further highlights the negative impact of this deficiency on Friday sermons, religious guidance, and the intellectual development of Muslim society, particularly among the younger generation. By adopting an analytical and descriptive research methodology, the study explores the underlying causes of this problem and proposes practical solutions, such as structured Hadith training programs, continuous scholarly development, and the promotion of authentic source-based preaching. The research concludes that strengthening Hadith competence among mosque imams is essential for preserving religious authenticity, social harmony, and effective moral reform in contemporary Muslim societies.

Keywords: Hadith Studies, Mosque Imams, Religious Leadership, Weak and Fabricated Hadith, Moral and Social Impact

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

حدیثِ نبوی ﷺ قرآنِ مجید کے بعد شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ ائمہِ مساجد چونکہ عوام کے دینی رہنما، خطیب اور معلّم ہوتے ہیں، اس لیے ان کے لیے حدیث کے علوم سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ عہدِ حاضر میں بعض ائمہ کی حدیث سے عدم واقفیت متعدد دینی، فکری اور سماجی مسائل کو جنم دے رہی ہے، جن کا تحقیقی جائزہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دینِ اسلام کو سمجھنے کے لئے چار چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے، قرآن، حدیثِ مصطفیٰ ﷺ، اجماعِ اُمت اور قیاس۔ اِن چار چیزوں پر فہمِ اسلام کی بُنیاد ہے۔ اگر اِن میں سے کسی ایک کے بھی فہم میں کوتاہی یا سستی ہو جائے تو دینِ اسلام کی کماحقہ سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ان چاروں میں سے پہلے دو کا علم ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا کہ ''**تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ**''[1] میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم اِن دو کو تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گئے، قرآنِ مجید اور اللہ کے نبی کی سنت۔ تو معلوم ہوا کہ گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچنے کے لئے قرآن اور احادیثِ نبوی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے سے ہی آدمی کی نجات ہے۔

قرآنِ مجید کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ 30 پارے ہیں، اِن میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں اور نہ ہی کوئی ابہام ہے بلکہ واضح اور صاف دیکھائی دیتا ہے کہ یہ قرآن ہے اور اِس جلد کے اندر جو حُروف و کلمات ہیں وہ قرآن کے ہی ہیں۔ جبکہ احادیثِ نبویہ شریفہ کے لئے ہم کسی ایک کتاب کے بارے نہیں کہہ سکتے کہ رسول اللہ ﷺ کی ساری احادیث اُسی ایک میں ہی ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تعداد تو لاکھوں میں ہے۔ لہٰذا حدیثِ نبوی کو سمجھنے کے لئے بہت سے عُلوم وفنون کا جاننا ضروری ہے۔ حدیثِ نبوی سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال وغیرہ ہیں، یعنی **كل ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم فهو حديث**'' ہر وہ چیز کہ جس کی نسبت پیارے آقا ﷺ کی طرف کی جائے وہ حدیث ہے۔ اگر قرآنِ مجید مُفَسّر ہے تو حدیثِ نبویہ مُفَسِّر ہے، اگر قرآنِ مجید میں ابہام نظر آئے تو حدیثِ نبوی اُس ابہام کو دور کرتی دیکھائی دیتی ہے۔ اگر ہماری عقل قرآنِ مجید میں کسی مسئلہ کی سمجھ سے قاصر ہو تو حدیثِ نبوی ہمیں تفاصیل مہیا کرتی ہے۔

عہدِ حاضر جس میں ٹیکنالوجی نے اپنا لوہا منوایا، کمپیوٹر نے اپنا سکہ بٹھایا اور ریسرچ کے میدان میں توسیع ہوئی مگر ساتھ ہی عوام و خواص دین سے دور ہوتی نظر آئی۔ جس کا سب سے بڑا سبب حدیثِ نبوی ﷺ سے دوری ہے۔ ہم نے قرآن کو تو پڑھا مگر حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ کو سمجھنے کے لئے ابن الصلاح کے نزدیک 65 اور امام نووی کے نزدیک 92 بیان کردہ علوم میں سے کسی ایک کو بھی سمجھنے سے قاصر رہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

اب عوام تو عوام خواص یعنی موجودہ دور کے آئمہِ مساجد کی اگر بات کریں تو الا ماشاءاللہ، اکثریت میں وہ جماعت نظر آتی ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی بالکل خبر نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع، حسن ہے یا ضعیف، مرسل ہے یا متصل، مسند ہے یا منقطع۔اِس میں علتِ خفی پائی جارہی ہے یا شاذ کے قبائل سے ہے؟۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آئمہِ مساجد وہ جس بھی مسلک سے منسلک ہوں جب وہ احادیثِ نبویہ سے کماحقہ واقفیت نہیں حاصل کریں گے تو پھر اُنہیں الخطیب یا کنز الخطیب وغیرہ موضوع روایات سے بھری ہوئی کُتب میں بھی ہر روایت قابلِ دید و شُنید نظر آئے گی۔ وہ اُنہیں اپنی محافل و تقاریر میں بے دھڑک بیان کرتے چلے جائیں گے اور عوام سے داد (نوٹوں کی صورت میں) وصول کرتے جائیں گے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے: **"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"**[2] کہ جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اُسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف میں ہے: **"كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ"** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سُنی سنائی بات کو آگے پہنچادے" لہٰذا علماء و مشائخ اِن احادیث کے تحت لکھا کہ ایسے خطباء پر توبہ لازم ہے اور ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ بعض شافعی علماء نے اُس پر کفر لازم کیا ہے جو موضوع روایات بیان کرتا ہے۔ کیا آج کل ہمارے قصہ خواں و شیریں بیاں خطباء ایسا نہیں کر رہے؟ ایک خطیب سے ایک موضوع و من گھڑت روایت سُنی اُسے یاد کیا اور پھر لوگوں میں اُسکی تشہیر کر دی گئی۔ ایک موضوع روایت فیس بک یا کہیں اور سوشل میڈیا پر پڑھی تو اُسے آگے پہنچا دیا گیا۔ جہالت و علم کا سلسلہ خطباء سے ہی چلتا ہے جس معاشرہ میں منبر و محراب کے ورثاء قرآن و احادیث بالخصوص حدیثِ نبوی ﷺ سے واقفیت رکھتے ہوں گے وہ کماحقہ اور صحیح احادیث بیان کریں گے حتیٰ کہ راقم الحروف کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ضعیف بھی تب بیان کی جائے جب اُسکے مقابلہ میں کوئی صحیح حدیث نہ ملے، جبکہ ہمارے معاشرے میں ضعیف تو ضعیف رہی موضوع روایات کو ایسے بیان کیا جاتا ہے جیسے تمام محدثین نے اُس روایت پر اتفاق کر لیا ہو۔ یاد رہے ایسی روایات بیان کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دے گا اُس پر اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی لعنت ہوگی۔

آج کے عالمی حالات اور فکری مباحث کے تناظر میں حدیث نبوی ﷺ کی حجیت و مقام اور اہمیت و ضرورت کے علاوہ اس کا وہ تعارفی پہلو بھی بطور خاص اجاگر کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں بیان کیا ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ دین کی کسی بھی بات تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہیں حتیٰ کہ قرآن کریم تک رسائی بھی حدیث کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً نزول کے حوالہ سے قرآن کریم کی پہلی پانچ آیات سورۃ العلق کی ہیں جو ہمیں غار حرا کے واقعہ سے ملی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا کی غار میں ایک واقعہ پیش آیا جو آپ ﷺ سے سن کر صحابہ کرام نے روایت کر دیا، اسے حدیث کہتے ہیں اور

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 24, 2026

اس کے نتیجے میں ہمیں پہلی وحی تک رسائی حاصل ہوئی۔ یہی معاملہ قرآن کریم کی باقی سورتوں اور آیات کا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم سے پہلے حدیث نبوی ﷺ کو ماننا اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر قرآنِ کریم کی کسی سورت، آیت اور جملہ پر ایمان لانا ممکن ہی نہیں ہے۔

اِس مقالہ ''عہدِ حاضر میں آئمہِ مساجد کے حدیث پر عدمِ واقفیت کے نقصانات کا تحقیقی جائزہ'' میں خطباء وآئمہِ مساجد میں موضوع روایات کے موجودگی کے اسباب و محرکات ونقصانات بیا کیے جائیں گے۔آئمہِ مساجد حدیثِ نبوی سے کماحقہ واقفیت کیوں حاصل نہیں کر رہے؟ وہ کونسے اسباب و محرکات ہے جواُنہیں حدیثِ نبوی سے (نعوذ باللہ) دور رکھے ہوئے ہے؟ اور حدیثِ نبوی سے عدمِ واقفیت کے نقصانات کیا کیا ہے؟ اِسکے بارے میں مختصراعرض کیا جائے گا۔

حدیثِ نبوی سے ناواقفیت کے اسباب و محرکات:

❖ کُتبِ تقاریر:

عہدِ حاضر کے آئمہِ مساجد (الاماشاءاللہ) جب اُن کی لائبریری کی زیارت کی جائے تو وہاں پر بد نام زمانہ تقاریر والی کُتب ہی نظر آتی ہیں، جس میں نہ تو عربی عبارت ٹھیک لکھی ہوتی ہیں اور نہ ہی اُن پر اِعراب۔ اور خطیب صاحب بڑے انہماک اور باریک بینی سے اُن کُتب کا مطالعہ فرمارہے ہوتے ہیں کہ اُنہیں کہیں خطاب پر جانا ہے۔ جن کُتب میں بس اشعار اور وہ موضوع روایات ہوتی ہیں کہ جن سے عوام خوش ہو کر داد دیتی ہے۔ اور خطیب صاحب بڑے شوق سے الخطیب یا بارہ ماہ کی تقاریر جیسے اسماء سے منسوب کُتب کا حوالہ دے رہے ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف گمراہی بلکہ تباہی بھی ساتھ ہی آتی ہے۔ اور ایسے خطباء کا دور دور تک کُتبِ احادیث و علوم الحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اگر اُن سے یہی پوچھ لیا جائے کہ امام بخاری کی کتاب صحیح بخاری کا پورا نام ہی سُنا دیں اور اُس نام میں استعمال ہونے والے اسماء کی تعریفات بھی کر دیں تو اُن کی طبیعت خراب ہو جائے۔

❖ آئمہِ مساجد کا کوالیفائیڈ نہ ہونا:

عہدِ حاضر میں یہ مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پاکستان بلکہ چھوٹے علاقہ جات میں خطباء کی اکثریت وہ ہوتی ہے کہ جس نے صرف دو، تین سال درسِ نظامی کی کلاس لی ہوتی ہے اور چند اشعار اور گلا ٹھیک کیا ہوتا ہے، بس عوام کو اشعار اور ترنم پر لگا کر اپنی من مانی کی من گھڑت روایات بیان کی جاتی ہیں۔ خطباء کو بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت فلاں تقریر کی کتاب میں ہے جبکہ اُس روایت کا تعلق حدیثِ نبوی ﷺ کی کسی کتاب سے نہیں ہوتا۔ لہٰذا آئمہِ مساجد کے لئے ضروری ہے کہ دین کے تمام نکات کا علم حاصل کریں، کیونکہ آئمہِ مساجد خواص کے طبقہ سے ہیں عوام پر فرضِ کفایہ اور امام مسجد پر فرضِ عین ہے۔ موجودہ دور کے آئمہ مساجد میں

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

سے اکثریت کسی جامعہ، کالج یا یونیورسٹی کے فضلاء نہیں بلکہ کسی خطیب کے شاگردِ رشید یا پھر کسی نکتہ دان کے خصوصی نکتہ دان نظر آتے ہیں۔ بس چند سال کسی خطیب یا کسی مولوی کے ساتھ لگا کر تقریر سیکھ کر عوام میں گھس جاتے ہیں۔

❖ ختم و محافل پر سرمایہ کا بے جا استعمال:

موجودہ دور میں آئمہِ مساجد کو حدیثِ نبوی شریف سے دور رکھنے میں بہت بڑا کردار انتظامیہ مساجد کا ہے۔ وہ نہ صرف آئمہِ مساجد کے ساتھ مالی تعاون کرتے ہیں بلکہ اُنہیں امامت کے ساتھ ساتھ کوئی کاروبار کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی، جس کی وجہ سے امام صاحب اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ پالنے کی نیت سے عوام میں وہ روایات سُناتے نظر آتے ہیں کہ جس سے عوام خوش ہوتی ہے۔ جبکہ اہلِسنت کے بجٹ کا 95 فیصد محافل اور ختموں کی نظر ہو جاتا ہے نہ تو مسجد انتظامیہ کی طرف سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہم جو خرچہ محافل پر کر رہے ہیں وہ اپنے امام مسجد کو کُتب لے کر کیوں نہ دیں تاکہ وہ مزید مطالعہ کر کے ہمیں صحیح معانی میں احادیثِ نبوی سے روشناس کروا سکے۔ یا پھر اپنی مسجد میں کوئی عالیشان لائبریری کیوں نہ بنائیں تاکہ امام صاحب کے ساتھ ساتھ عوام بھی اِس سے مستفیذ ہو سکے۔ اور نہ ہی مسجد انتظامیہ یہ کوشش کرتی ہے کہ اُن کے پاس ایک کوالیفائیڈ امام و خطیب موجود ہو۔ بس جو اُنہیں اشعار اور ترنم سُنا کر خوش رکھ سکے وہی اُن کی آنکھ کا تارا بن جاتا ہے اور یہ بہت بڑا المیہ ہے جس سے مسلک و مذہب کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔

❖ علماء سے نفرت:

علمِ حدیث سے دوری کے بس یہی مذکورہ اسباب ہی کافی نہ تھے کہ جہاں پر موجودہ دور میں ایک اور سبب سر اُٹھاتا جا رہا ہے کہ عوام کو علماء سے نفرت دلائی جا رہی ہے، کہ اِنہیں خطاب کرنا نہیں آتا، اِنہیں اشعار نہیں آتے، اِنہیں بیان کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا، ایسا اِسلئے کہا جا رہا ہے کہ کہیں اُن کی بھٹی نہ بیٹھ جائے اور کہیں اُن کا دین اور خطاب کے نام پر لوٹ مار نہ بند ہو جائے۔ علمائے حق کبھی بھی دُنیا کی تمنا عوام الناس یا اپنی نمازیوں سے نہیں کرتے، وہ بیان بھی خُدا کی رضا کے لئے کرتے ہیں اور جمعہ و نمازیں بھی۔ نہ کبھی اُنہوں نے دین کو اپنا دھندا بنایا ہے اور نہ کبھی بنائیں گے۔ عہدِ حاضر میں جاہل خُطباء نے اِس قدر تباہی مچادی ہے کہ اگر عوام کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جائے یا اُنہیں صحیح حدیث سُنائی جائے تو وہ یوں کہتے نظر آتے ہیں "کہ فلاں حضرت صاحب نے یہ حدیث ایسے سُنائی تھی لہٰذا وہ ٹھیک ہے اور آپ غلط" اور اگر کبھی عوام کو علماء کی طرف سے اصلاح کی کوشش کی جائے تو وہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اور یہ سب جہالت کے سبب ہے۔

❖ فنِ حدیث و تحقیق میں عدمِ اشتغال اور عدمِ دلچسپی:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

مشہور مقولہ ہے:''مَنْ جَدَّ وَجَدَ'' جس نے کوشش کی اُس نے پالیا۔اب اگر آئمہِ مساجد حدیث کے فہم میں دلچسپی ہی نہیں لیں گے تو وہ حاصل کیسے کریں گے ۔اور جب تک حدیث میں تحقیق اور دلچسپی پیدا نہیں ہو گی تب تک یہ فن سمجھ نہیں آسکتا۔موجودہ دور کے واعظین سے مشہور و معروف صحابہ اور راویانِ حدیث کے اصل اسماء کی بابت معلوم کیا جائے تو سوائے خاموشی و ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام ہی معلوم کر لیا جائے تو جواب آئے گا۔ندا ریم(ہم نہیں جانتے)۔صحابہ کے حالات اور علمِ اسماء الرجال سے تو کوسوں دور نظر آتے ہیں۔اِسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے خُطباء کے پاس جوہرِ خطابت دیکھانے کے سواء کچھ ہے ہی نہیں۔

حدیثِ نبوی سے ناواقفیت کے نقصانات:

❖ خُدا اور اسکے رسول کی ناراضگی:

حدیثِ نبوی سے ناواقفیت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اِس سے اللہ اور اُسکا رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں جیسا کہ شروع کے صفحات میں عرض کیا کہ ''جو شخص جان بوجھ کر رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''،اللہ کبھی ایسی شخص کو پسند نہیں فرماتا جو اُسکے پیارے حبیب ﷺ کو تکلیف دے،ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((**وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ**[3])).کہ جس نے مجھے تکلیف دی تو اُس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف تو عنقریب اللہ اُسکی پکڑ فرمائے گا۔تو معلوم ہوا کہ حدیثِ نبوی ﷺ سے اعراض کرنا اور اُس سے اپنے آپ کو ناواقف رکھنا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کے مفاہیم میں ہے۔

❖ جہالت کو فروغ دینا:

عہدِ حاضر میں حدیثِ نبوی ﷺ سے غفلت برتنے کا مطلب عوام میں جہالت کو فروغ دینا ہے۔اگر ایک خطیب اور واضح غلط اور موضوع روایت بیان کرے گا حدیثِ نبوی ﷺ سے غفلت برتے گا تو اُس کی اقتداء کرنے والے بھی اُسکی اتباع کرتے ہوئے جہالت میں ڈوبتے چلے جائیں گے۔اور یوں یہ معاشرہ کھلی گمراہی کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔جس معاشرہ کے مصلح اور راہنما ہی غلط سمت چل پڑیں تو ایسے معاشرہ کی فلاح و بہبود کی کیسے اُمید رکھی جاسکتی ہے۔آئمہِ مساجد قوم کے وہ خادم ہوتے ہیں کہ جنہوں نے عوام کو درستگی کی طرف لے کر جانا ہوتا ہے اور اُنکی درست سمت کا تعین اِنہیں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔عہدِ حاضر میں آئمہِ مساجد(الا ماشاء اللہ)حدیثِ نبوی ﷺ کی تعلیم سے غافل ہو کر قوم کا بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں۔

❖ مستشرقین و بد مذہب کے اعتراضات:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

جب اہلِ سنت کے آئمہِ مساجد حدیثِ نبوی ﷺ سے واقفیت نہیں رکھتے ہوں گے تو صاف ظاہر ہے اُنہیں اگر موضوعاتِ کبریٰ لملا علی قاری سے کوئی روایت ملے گی تو وہ اُنہیں فضائل میں بیان کرتے ہوئے حوالہ دیں گے کہ یہ روایت موضوعات شریف میں اہلِ سنت کے بہت بڑے محدث ملا علی قاری نے روایت کی ہے۔ جبکہ اُنہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ موضوعات کا مطلب ہی من گھڑت روایات ہیں اور ملا علی قاری نے موضوعاتِ کبریٰ کے اندر وہی روایات بیان کی ہیں جنہیں آئمہِ مساجد بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں مگر اُن کا کُتبِ حدیث اصلیہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے اہلسنت کے جاہل اور قصہ خواں آئمہِ مساجد کی وجہ سے علماء بلکہ پورا مسلک بدنام اور بُری نگاہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ بدعقیدہ و بدمذہب کے علاوہ کئی ایک مستشرقین ایسے خُطباء کے ویڈیو کلپ ترجمہ کروا کر اپنی قوم بلکہ ایمان کے کچے مسلمانوں کو سُنا کر مزید گمراہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ سب حدیثِ نبوی ﷺ سے غافل آئمہِ مساجد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

❖ **آئمہِ مساجد و جاہل خُطباء کی پھیلائی ہوئیں چند موضوع روایات اور اُنکا تحقیقی جائزہ:**

1. **''الكاسب حبيب الله''** کہ محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ اب یہ روایت حدیث بنا کر عوام میں پھیلانے والے یہی جاہل آئمہِ مساجد ہیں۔ کُتبِ احادیث اور ذخیرہِ احادیث میں یہ روایت کہیں موجود نہیں ہے، البتہ بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے۔ جبکہ حدیث کے لئے سند کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جسم کے لئے جان اور مچھلی کے لئے پانی۔
2. عوام میں ایک مشہور روایت ''کہ جس نے سب سے پہلے رمضان کی بشارت دی اُسکی بخشش کر دی گئی اور اُس پر جنت واجب'' ایسی روایت کسی کتاب میں صحیح بلکہ ضعیف سند کے ساتھ بھی موجود نہیں ہے۔ آئمہِ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی اصلاح فرمایا کریں۔
3. ((**إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**)) عوام میں کم علم اور حدیث سے دور کا تعلق رکھنے والے خُطباء نے یہ روایت مشہور کر دی ہوئی ہے کہ گلاب کا پھول رسول اللہ ﷺ کے پسینہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ آئیں اِس حدیث کا حکم علمائے فنِ حدیث کی کُتب سے تلاش کرتے ہیں وہ کیا فرماتے ہیں۔

چنانچہ امام سخاوی (متوفی سنہ: 902) فرماتے ہیں: **قال النووي: لا يصح، وكذا قال شيخنا: "إنه موضوع، وسبقه لذلك ابن عساكر"** امام نووی نے فرمایا: ''یہ حدیث صحیح نہیں اور ہمارے شیخ (ابنِ حجر عسقلانیؒ) نے کہا: ''یہ روایت موضوع ہے'' اور اِن سے پہلے اِس کو موضوع کہنے میں ابنِ عساکر سبقت کر چکے ہیں[4]۔ جبکہ ''**الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة**'' میں بھی یہی حکم امام جلال الدین سیوطی (متوفی سنہ 911ھ) نے بیان کیا ہے۔ اور فرمایا: میں کہتا ہوں ابنِ عساکر نے کہا: ''یہ موضوع ہے'' مطلب امام سیوطی کے نزدیک امام نووی والا نہیں بلکہ ابنِ عساکر والا حکم زیادہ قوی ہے[5]۔ یہی حکم ''**كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس**'' میں اسماعیل بن محمد الدمشقی (متوفی سنہ 1162ھ) نے لگایا ہے[6]۔ نیز یہی حکم علامہ زرکشی نے ''**اللآلي المنثورة في الأحاديث المشهورة**'' میں اور دیگر نے اپنی کُتب میں بیان کیا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

مکتبۃ المدینہ سے نشر ہونے والی کتاب ''ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''دراصل بعض ایسی روایات ہیں جن میں یہ ذِکر ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پسینۂ مُبارَکہ کا قطرہ زمین پر تشریف لایا تو اس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے۔ اکثر محدّثینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اِن روایات کو تسلیم نہیں کیا بلکہ انہیں موضوع (یعنی مَن گھڑت) قرار دیا ہے''[7]۔ تو معلوم ہوا یہ روایت صرف جاہل اور دین سے دور قصہ خواں خطباء کی اپنی پیدا کردہ ہیں۔ اللہ ہمیں اِس سے بچائے۔

4. ''**إن بِلَالًا يُبدل الشين فِي الْأَذَان سينا**)) حتّٰی کہ بعض جہال خطباء سے یہ سننے کو آتا ہے کہ وہ حضرت بلال کے فضائل بیان کرتے کرتے اِس حد تک چلے جاتے ہیں وہ اپنے معیار ہی سے نیچے اُتر آتے ہیں اور موضوع و من گھڑت قصے کہانیاں شروع کر دیتے ہیں: اور یوں کہے ہیں ''کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان میں شین کی جگہ سین ادا کرتے، کیونکہ اُن کی زبان میں لقطنت ہوتی تھی۔ چلیں اِس روایت کا آپریشن کرتے ہیں یہ کس حد تک ٹھیک ہے:

چنانچہ: حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ والنھایہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت و شان کے باب میں فرماتے ہیں: '' " **كانَ مِنْ أَفْصَحِ النَّاسِ، لَا كَمَا يَعْتَقِدُهُ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّ سِينَهُ كَانَتْ شِينًا، حَتَّى إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَرْوِي حَدِيثًا فِي ذَلِكَ لَا أَصْلَ لَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّ سِينَ بِلَالٍ عِنْدَ اللَّهِ شِينٌ)** کہ حضرت بلال تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے، ایسا نہیں تھا جیسا کہ لوگوں کا نظریہ ہے کہ اُن کی سین شین ہوتی تھی (یعنی وہ شین کی جگہ سین ادا کرتے تھے) حتّٰی کہ بعض لوگ اِس کی دلیل کے طور پر ایک روایت پیش کرتے ہیں جس کی کوئی اصل (سند) نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ''بلال کے نزدیک سین، شین ہوتی ہے''[8]۔

امام سخاوی ''المقاصد الحسنہ'' میں فرماتے ہیں: ''**إِنَّ بِلالا كَانَ يُبَدِّلُ الشِّينَ فِي الآذَانِ سِينًا. قال المزي فيما نقله عن البرهان السفاقسي: إنه اشتهر على ألسنة العوام. ولم نره في شيء من الكتب**'' کہ بلال رضی اللہ تعالی عنہ جو شین کو سین میں بدلتے تھے تو مزی سے روایت ہے اُنہوں نے برھان سفاقسی سے نقل کیا کہ یہ جو عوام کی زبانوں پر مشہور ہے ہم اِسے کسی کتاب میں نہیں پاتے (مطلب کسی صحیح روایت میں صحیح سند کے ساتھ یہ روایت موجود نہیں ہے)[9]۔

امام جلال الدین سیوطی نے ''**الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة** ''میں، اسماعیل بن محمد الدمشقی نے ''**كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس** ''میں، محمد بن محمد درویش نے ''**أسنى المطالب في أحاديث مختلة المراتب** ''میں، بدر الدین زرکشی نے ''**التذكرة في الأحاديث المشتهرة** '' میں اور دیگر محدثین وغیرہ نے بھی اِس روایت کو موضوع (من

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 24, 2026

گھڑت) بیان کیا ہے۔اِس کا مطلب ہے کہ یہ روایت صدیوں سے چلی آرہی ہے اور صدیوں سے ہی علماء ومشائخِ اِسکا پردہ چاک کرتے چلے آرہے ہیں۔اب اگر کوئی یہ کہے کہ اتنے سال پُرانی کتاب میں ہے تو اُسے کہا جائے بھائی اتنی صدیاں پہلے ہی علماء ومشائخ اِسکا پردہ فاش کر چکے ہیں۔اور میں اکثر امام سیوطیؒ کا حوالہ اِس لئے پیش کر رہا ہوں کہ قصہ خواں خطباء امام سیوطی کی روایات بڑے شوق سے عوام کو سُناتے ہیں۔ حتیٰ کہ ملا علی قاری جو فقہِ حنفی کے بہت بڑے محدث ہیں وہ بھی یہ کہہ گئے **"لا أصل له"** اِس روایت کی کوئی سند نہیں ہے۔

خلاصہِ بحث:

یہ چند ایک روایاتِ موضوعہ بتا کر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کس قدر جہلاء اور علمِ حدیث سے ناواقف خطیب اپنی مرضی کی جھوٹی روایات سُنا کر قوم کو گمراہ کرتے چلے جارہے ہیں،اُن میں ذرا بھی خدا خوفی نہیں کہ جس انداز میں عوام کو غلط اور موضوع روایات سُنا کر گمراہ کیا جارہا ہے۔اِن سب کی وجوہات آئمہِ مساجد و خطباء کا علمِ حدیث سے دوری ہے۔ائمہِ مساجد کا حدیث سے عدمِ واقف ہونا محض ایک علمی کمزوری نہیں بلکہ ایک سنگین دینی و سماجی مسئلہ ہے۔جب تک ائمہ کو علومِ حدیث سے آراستہ نہیں کیا جائے گا، تب تک اصلاحِ معاشرہ کا عمل مؤثر نہیں ہو سکتا۔عصرِ حاضر کا تقاضا ہے کہ ائمہ کو محض خطیب نہیں بلکہ محقق اور بصیرت یافتہ داعی بنایا جائے۔

حوالہ جات:

[1] مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب القدر، باب النھی عن القول بالقدر، رقم الحدیث: 3

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: 107

[3] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر=المعروف جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فیمن سب أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: 3861

[4] سخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن، (متوفی سنہ 902ھ)، المقاصد الحسنہ 216/1۔

[5] دیکھیں: سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتھرہ، 219/1

[6] دیکھیں: الدمشقی، اسماعیل بن محمد، کشف الخفا، 293/1

[7] ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، صفحہ 10

[8] الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ: 305/8

[9] السخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن، المقاصد الحسنہ 190/1

OPEN ACCESS
CC BY